سلسلۃ القرآن

اللہ کی تلاش کا آسان طریقہ

ابوالخیر اسدی

ادارہ اسلامیہ مخدوم رشید ملتان

اللہ کی تلاش کا آسان طریقہ

قرآن میں آپ اکثر پڑھتے رہتے ہیں کہیں آتا ہے کہ ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اور ہم بلندی سے بارش نازل کرتے ہیں۔ رات اور دن کے اختلاف سے ہم موسم تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ سرکشی کی وجہ سے ہم نے فلاں فلاں قوم کو ہلاک کر دیا۔ بعض مصائب میں انبیاء کرام ہمیں پکارتے رہے۔ ہم نے انہیں ان مصائب سے نجات دی ہم نے انسانوں کو پیدا کیا۔ پھر انہیں موت کے ذریعے ختم کریں گے۔ قرآن کی یہ تمام باتیں افعال الہٰیہ کہلاتی ہیں قرآن کی آیات میں اگر ان افعال الہیہ کو جمع کیا جائے تو نا معلوم ان کی تعداد سینکڑوں سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ ان افعال الہٰیہ کو آیات الہٰیہ بھی کہتے ہیں۔ آیت کا مطلب ہے نشان یا دلیل جس کے ذریعے کسی اہم چیز کو تلاش کیا جاتا ہے۔ قرآن میں اللہ کے جتنے افعال بیان کئے گئے ہیں اس کے ہر فعل سے اللہ تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت کا ثبوت مل رہا ہے۔ جہاں کسی مخلوق کے پیدا کرنے کا بیان ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل کسی خالق کی صفت کو ثابت کر رہا ہے۔ قاعدہ ہے کہ ہر صفت اپنے موصوف کے بغیر علیحدہ موجود نہیں ہو سکتی۔ جہاں صفت موجود ہو گی وہاں اس کا موصوف بھی ضرور موجود ہو گا۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں عالم بڑا علم رکھتا ہے۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس عالم کا علم اس کے گھر میں پڑا ہوا ہے۔ یا کسی جگہ اس نے حفاظت کے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ نہیں بلکہ جہاں اس کا علم ہو گا وہاں اس عالم کا وجود بھی ساتھ موجود ہو گا۔ اور جہاں یہ عالم خود موجود ہو گا اس کا علم بھی لازماً

اس کے ساتھ موجود ہو گا۔اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صفت بھی اپنے موصوف کے بغیر علیحدہ نہیں رہ سکتی۔

دیکھئے اللہ تعالی ایک جگہ فرمار ہے ہیں۔ "ہم زمین سے باغات اگا رہے ہیں" یا" زمین پر بارش نازل کر رہے ہیں" باغات کو پیدا کرنا اور بارش برسانا یہ دونوں ایسے فعل ہیں جن سے کسی ہستی کی فعلی قدرت کا اظہار ہو رہا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جہاں فعل کے ذریعے کوئی صفت ظاہر ہوتی ہے اس صفت کے ساتھ اس کا موصوف لازمی موجود ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بارش برسانا اور زمین سے باغات اور کھیتیاں اگانا اس سے کسی ہستی کی صفت تخلیق کا اظہار ہو رہا ہے چونکہ ہر موصوف اپنی ہر ہر صفت کے ساتھ لازمی موجود ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالی بارش برسانے اور باغات اگانے کیلئے لازماً موجود ہوتا ہے اگر وہ موجود نہ ہوتا تو بارش برسانے کی یہ صفت کس موصوف سے ظاہر ہو رہی ہے ان افعال الٰہیہ سے معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر چیز اس کی مصنوع اور مفعول ہے اور کوئی فعل اپنے فاعل کے بغیر خود بخود تصرف نہیں کر سکتا اور کائنات کے ہر ہر ذرے کا وجود یہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ یہاں بنفسہ خود بخود موجود نہیں ہے بلکہ ایک ایسی ہستی موجود ہے جو ہر وقت میرے وجود کو تھامے ہوئے میری بقا کا انتظام کر رہی ہے۔

آپ جس خدا کو مراقبوں کی وادیوں اور مجاہدوں کے صحراؤں میں تلاش کر رہے تھے۔ ہم نے قرآنی شواہد کے ذریعے کائنات کے ہر ذرے ذرے کے موجود ہونے سے اس کا موجود ہونا ثابت کر دیا ہے۔

باقی رہا یہ اشتباہ کہ خدا اگر اپنے ہر مفعول اور مصنوع کے ساتھ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ تو پھر ہمیں نظر کیوں نہیں آتا ہے۔ یہ ایک ایسا اشتباہ ہے جس نے کافی ذہنوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ ہم اسے بھی سہل طریقے سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

قاعدہ ہے جب کوئی کاریگر کسی چیز کو بناتا ہے تو اس کے لئے چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ سب سے پہلے جس چیز کا بنانا مقصود ہوتا ہے پہلے اس کیلئے سامان اس کاری گر کے سامنے موجود ہوتا ہے۔ دوسرا جس چیز کو وہ بنانا چاہتا ہے۔ اس کے لیے اس کے اوزار بھی اس کے پاس موجود ہوتے ہیں۔ تیسرا اصول یہ ہے کہ وہ کاری گر جس چیز کو بنانا چاہتا ہے جب تک اسے مکمل نہ کرلے دوسری چیز کو وہ شروع نہیں کر سکتا مثلاً آپ کسی کاریگر سے سو میزیں بنوانا چاہتے ہیں تو بتلایئے ان کی تکمیل کیلئے کتنی مدت درکار ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی حکومت اسے دس کروڑ میزوں کا آرڈر دے دے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ کاریگر اپنی پوری عمر میں بھی ان کی تکمیل نہ کر سکے گا۔ بلکہ لاکھوں کاری گر مل کر ہی ان میزوں کی تکمیل کر سکیں گے۔

جن ذہنوں میں اللہ کے بارے میں شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اسے مادی اصولوں کو سامنے رکھ کر اللہ تعالی کو تلاش کرنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالی کا جو اس کائنات کی ہر چیز کے ساتھ تعلق ہے۔ اس تعلق کو ہم ان مادی اصولوں کے ذریعے نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ اللہ تعالی کی واحد ذات ہے۔ اس کے ساتھ دوسرا کوئی بھی شریک نہیں ہے دوسرا اس کائنات کی اتنی وسعت ہے کہ ابھی تک سائنسدان یہ بھی معلوم نہیں کر سکے کہ اس کائنات میں کتنے کرے موجود ہیں اور ہر کرے میں کتنی لاتعداد مخلوق موجود ہے۔ پھر کائنات کی ہر چیز جسے ہم مخلوق کہتے ہیں ان کے کتنے انواع یہاں بس رہے ہیں دیکھئے اس ساری کائنات کا خالق اور صانع ایک ہے۔ لیکن کائنات میں اس کی مصنوعات اور مفعولات کا کوئی شمار بھی نہیں ہے پھر ہر مخلوق اپنی ایسی ایسی احتیاج رکھتی ہے۔ کہ اگر اس کی ان احتیاج کو بروقت پورا نہ کیا جائے تو وہ آنافانا فنا ہو جائے۔

دیکھئے اگر خدا بھی مادی وجود کے ساتھ یہاں موجود ہوتا تو وہ پھر مادی اصولوں کے

ساتھ کام کرتا۔ پہلے ایک بھوکے کو کھانا کھلاتا پھر اس کے بعد دوسرے بھوکے کو۔ مثلاً ایک وقت میں اگر دس لاکھ بھوکے موجود ہوں۔ اگر ان کو بالترتیب باری باری سے کھانا دیا جائے تو اس طرح چند بھوکے تو ایک وقت میں سیر اب ہو جائیں گے باقی بھوکوں کا یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ ہر بھوکا اپنی باری آنے سے پہلے ہی موت کی گود میں چلا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا جو خدا اپنی لاتعداد مخلوق کی بھوک کا بیک وقت انتظام کر رہا ہے اس کے وجود کی مادی وجود کے ساتھ تمثیل نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ وہ ایک ماورائی ہستی ہے جو اس کائنات سے علیحدہ ہے۔

باقی رہا یہ کہ جب اس کا فعل تمام مخلوق پر تصرف کر رہا ہے اور اس کا فاعل کائنات سے ماوراء ہے تو وہ پھر کن جوارح اور آلات کے ذریعے ان چیزوں پر تصرف کر رہا ہے۔ حالانکہ کوئی فاعل بغیر آلات اور جوارح کے کسی چیز پر تصرف نہیں کر سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے لیکن آلات و جوارح چوں کہ حسی وجود رکھتے ہیں تو پھر جس کے ہاتھ اور آلات حسی ہوں گے۔ تو لازماً حسی ہاتھوں والا کاریگر بھی حسی اور مادی وجود کا حامل ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالی حسی وجود نہیں رکھتا اس لئے وہ اپنے فعلی تصرف کیلئے حسی ہاتھ اور حسی آلات سے بھی پاک ہے لیکن جو اللہ ان مصنوعات پر تصرف کر رہا ہے اس کا ان چیزوں پر تصرف کرنے کا کیا ذریعہ ہے اللہ تعالی نے اپنی تمام منزل کتابوں میں فرمایا ہے کہ میں تخلیق اور ترزیق کیلئے مادی آلات اور جوارح استعمال نہیں کرتا بلکہ میری ذات اتنی وسیع قدرت کی حامل ہے کہ میں صرف اپنی قوت ارادیہ کے ساتھ جس چیز کو بھی چاہتا ہوں پیدا کر سکتا ہوں۔ وہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے صرف اس کے ارادے کا اظہار ہی کافی ہے یعنی مخلوق کے درمیان اور اللہ کے درمیان صرف اس کی قوت مشئیت کام کر رہی ہے۔

ہم آپ کو اللہ تعالی کے ایک فعلی تصرف کے ساتھ ایک مثال پیش کرتے ہیں جس

سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ان مصنوعات پر کس طرح تصرف کرتے ہیں۔

دیکھئے گائے اور بھینس کے پیٹ سے دودھ نکلتا ہے پیٹ کے اندر جو دودھ کا اصل مصدر ہے وہ صرف گھاس کا گودا اور بھینس کا وافر خون ہے کیا کوئی فلاسفر بتا سکتا ہے کہ بھینس کے پیٹ میں وہ کون سے آلات نصب ہیں جن کے ارتعاشی حرکات سے وافر خون اور چارے کا گودا شفاف دودھ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے پھر جب دودھ بھینس کے تھنوں سے نکل کر نیچے والے برتن میں جمع ہو جاتا ہے اب اس دودھ کو دیکھئے کہ اس میں شیرینی، چکناہٹ اور زود ہضمی کا مزاج پایا جاتا ہے۔ جو انسان کیلئے پوری غذا کا کام دیتا ہے اب دودھ کو بلویا جاتا ہے اس کا مکھن علیحدہ اور لسی علیحدہ ہو جاتی ہے اس دودھ سے نکلے ہوئے مکھن کا مزاج سرد تر ہے اور اس کی لسی کا مزاج بادی اور ثقیل ہے آپ بتلائیں کہ ایک چیز سے مختلف نکلی ہوئی چیزوں کے مزاج میں کس ہستی نے اتنا تفاوت پیدا کر دیا ہے پھر ہم مکھن کا گھی بناتے ہیں آپ دیکھئے مکھن کا مزاج سرد تر تھا اور گھی کا مزاج گرم تر ہے کیا آپ اس تضاد کا جواب دے سکتے ہیں پھر اس گھی سے روٹی کی چوری بناتے ہیں اس چوری کا مزاج گرم ہے پھر ہم اس گھی کو اس کے دودھ میں شامل کر کے کسی کمزور انسان کو پلاتے ہیں۔ تو یہ گھی کے ساتھ ملا ہوا دودھ کمزور انسان کے ہر عضو کو تقویت دیتا رہتا ہے۔ اگر دودھ پکا کر اسکی برفی بنائیں تو برفی کا مزاج دودھ کے مزاج سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر اس کی دہی بنالیں تو دہی کے مزاج میں بعض امراض کا علاج بھی شامل ہے۔ جسے ماہر حکیم اچھی طرح جانتے ہیں۔ پھر اس گھی سے ہزاروں کھانے تیار ہوتے ہیں اور کتنی مٹھائیاں اس سے آراستہ ہوتی ہیں آپ نے دیکھا ہے۔ کہ گھی جس جس چیز کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اس کے مزاج میں مختلف تبدیلیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ دودھ ایک ہے لیکن اس کے وجود سے کتنی متضاد مزاج کی چیزیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مزاج کے اس تنوعات میں دودھ کی مادی تاثیر شامل نہیں ہے۔

بلکہ اس پر ہر تنوع میں کسی غیبی ہستی کی خفیہ تدبیر اپنا تصرف جاری رکھے ہوئے ہے۔

اس وضاحت میں ان لوگوں کا جواب بھی موجود ہے جو اس کائنات کو صرف علت و معلول کا ہی ایک سلسلہ سمجھتے ہیں۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ اکثر افعال یا معلولات کی کوئی علت نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ کوئی غیبی ہستی اس پر اپنا تصرف کر رہی ہے جس سے خدا کے موجود ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر مصنوع اور مخلوق شہادت دے رہی ہے کہ سب کچھ افعال الٰہیہ کے ذریعے ظاہر ہو رہا ہے اگرچہ ان افعال کے ساتھ ان کا حقیقی فاعل سامنے نظر نہیں آتا لیکن ان چیزوں کی حسن تقویم اور ترتیب تنسیق شہادت دے رہی ہے۔ کہ ان کا فاعل کوئی مادی اور حسی وجود نہیں ہے۔ ورنہ اس ہستی کا ہم مشاہدہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان مصنوعات کا فاعل حقیقی ایک غیبی ہستی ہے۔ جو ہمارے مشاہدے اور ادراک میں نہیں آسکتی۔ اب ہم آپ کو اس بحث کی آسان تمثیل قرآن سے پیش کرتے ہیں اگر آپ لوگ اس سچے خدا کو تسلیم نہ کریں گے۔ تو آپ ایسے تصرف کیلئے اپنے جھوٹے مادی خداؤں کا ثبوت بھی نہیں دے سکتے۔

لیجئے ہم آپ کو حسب وعدہ قرآن سے ایک اہم تمثیل بیان کرتے ہیں۔

جس انسان میں بصیرت اور انصاف کا ایک خس برابر بھی جوہر موجود ہو گا وہ قرآن کی اس تمثیل سے اس کی ضمیر فوراً اللہ کے ہاں سجدہ ریز ہو جائے گی قرآن میں ہے۔

فلو لاذا بلغت الحلقوم و انتم حینئذ تنظرون ○ و تحن اقرب الیه منکم و لکن لا تبصرون (الواقعه)

آپ نے دیکھا کہ موت کے وقت جب روح حلق تک آپہنچتی ہے اور تم اس وقت

روح کے اخراج کی اس کیفیت کا اچھی طرح مشاہدہ کر رہے ہوتے ہو اور ہم اس مرنے والے شخص کے تم سے بھی زیادہ قریب موجود ہوتے ہیں لیکن تم ہماری اس موجودگی کا قطعاً ادراک نہیں کر سکتے۔

اس میں اس بات کی اچھی طرح وضاحت کی جا رہی ہے کہ انسان جسم اور روح کا ایک مرکب ڈھانچہ ہے۔ زندگی میں یہ دونوں مل کر اس کارگاہ حیات میں اپنی عمر گزارتے ہیں اس کے بعد اچانک اس کی موت کا وقت آ جاتا ہے موت کے وقت یہ ہوتا ہے کہ اس کی روح اس کے بدن سے خارج ہو جاتی ہے قاعدہ ہے کہ دو مرکب چیزوں کو علیحدہ کرنے کے لئے کسی خارجی فاعل کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موت کے وقت روح خارج ہونے کی کیفیت کو تو تم اچھی طرح دیکھ رہے ہو۔ لیکن کیا تم بتلا سکتے ہو کہ وہ کون فاعل ہے جو اس مرکب ڈھانچے پر تصرف کر کے اس سے روح خارج کر رہا ہے تو ہمیں لازماً ماننا پڑے گا کہ واقعی اس وقت کوئی فاعل ضرور موجود ہے جو اپنے تصرف کے ذریعے اس مرکب ڈھانچے کو دو ٹکڑے کر کے روح کو نکال رہا ہے۔

موت فعل کی ایک عملی صورت ہے جو لوگ اس مرنے والے کے پاس موجود ہیں وہ موت کے اس فعل کو اور جس پر موت کے فعل کا عمل ہو رہا ہے ان کا عینی مشاہدہ کر رہے ہیں قاعدہ ہے جب تک فاعل موجود نہ ہو کوئی فعل اپنے مفعول پر تصرف نہیں کر سکتا لیکن یہاں موت کے فعل و راس کے مفعول میت کا تو عینی مشاہدہ ہو رہا ہے لیکن جو اس فعل کا حقیقی فاعل ہے وہ ہمیں نظر نہیں آتا جب ہم نے عقلاً اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ موت کے اس فعل کے ساتھ اس کا فاعل لازماً موجود ہے باقی رہا کہ وہ فاعل ہمیں حساً نظر نہیں آتا یہ تو اس فاعل کی ایک ذاتی خصوصیت ہے۔ جس خصوصیت کی وجہ سے ہم اس کا عینی مشاہدہ نہیں کر سکتے لیکن اس کے فاعل ہونے کا تو ہم قطعاً انکار نہیں کر سکتے کہ واقعی اس روح کو اللہ

ہی قبض کر رہے ہیں کائنات کی ہر مخلوق جو اللہ تعالی کے فعل کی مصنوع ہے اور ہر مصنوع اپنے مفعول ہونے کی وجہ سے اپنے فاعل کی محتاج ہوتی ہے اس سے ثابت ہوا کائنات کی ہر چیز اپنے وجود کے ساتھ اس لئے یہاں موجود ہے کہ اس کا فاطر حقیقی جسے ہم اللہ کہتے ہیں ان کے ساتھ ہر وقت ماورائی تصرف کے ساتھ موجود رہتا ہے لیجئے آپ جس اللہ کو کشفی مراقبوں کی عمیق وادیوں اور مجاہدوں کے خاردار صحراؤں میں اب تک ڈھونڈتے رہے ہیں ہم نے کائنات کے ہر ہر ذرے کے ساتھ اس کے موجود ہونے کا تمہیں ایمانی مشاہدہ کرا دیا ہے۔

عقل صحیح میں توحید آ تو سکتی ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کیجئے

ابوالخیر

۲۰۔۶۔۲۰۰۰

علامہ ابوالخیر اسدیؒ

ادارۂ اسلامیہ

مخدوم رشید۔ ملتان

0331-6444110

idarah.islamia@gmail.com

idarahislamia.com